ابوسلمان سراج الاسلام حنیف

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور علومِ نبوت

(۲)

ایک اصولی ضابطہ

ہم نے روافض اور شیعہ راویوں کی راویت اس لیے رد کی ہے کہ اصولِ حدیث کی رو سے راوی میں طعن کا چوتھا سبب ''بدعت'' ہے اور بدعت کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ وہ بدعت جو باعثِ تکفیر ہو، ایسے بدعتی راوی کی روایت مردود ہوتی ہے اور نا قابلِ استناد، اس پر علما کا اتفاق ہے: 'من کفر ببدعته لم یحتج به بالاتفاق[۵۲]'۔

شریعت کے متواتر اور مشہورِ عام حکم کے انکار یا اس کے خلاف اعتقاد پر تکفیر کا حکم ہوگا: 'فالمعتمد ان الذی تردّ روایته من انکر أمراً متواتراً من الشرع معلوماً من الدین بالضرورة و کذا من اعتقد عکسه[۵۳]'۔

۲۔ ایسی بدعت جو باعثِ فسق ہو، ایسے راوی کی روایت دو شرطوں کے ساتھ مقبول ہوگی:

(الف) راوی اپنی بدعت کی طرف داعی نہ ہو۔ 'یحتج به ان لم یکن داعیة الی بدعته ، ولا یحتج به ان کان داعیة[۵۴]'۔

(ب) اپنی بدعت کی موید اور اس کو رواج دینے والی کسی چیز کی روایت نہ کرے۔ 'و منهم زائغ عن

---

۵۲ تقریب النووی مع تدریب الراوی ۱: ۳۲۴۔

۵۳ شرح نخبۃ الفکر، ص ۱۰۱۔

۵۴ تقریب النووی مع التدریب ۱: ۳۲۵۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

الحق ، صدوق اللهجة ، قد جرى فى الناس حديثه، اذ كان مخذولاً فى بدعته ، مأمونا فى روايته ، فهولا عندى ليس فيهم حيلة الا ان يؤخذمن حديثهم ما يعرف اذ لم يقويه بدعته فيتهم عند ذلك[55]۔'

حافظ ابنِ حجر عسقلانی اسے مذہبِ مختار قرار دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ''شرح نخبۃ الفکر مع الشرح'' از مصنف ص:۱۰۳۔

مرسل روایتیں

اس سلسلے میں درج بالا مرفوع روایات کے علاوہ کچھ مرسل روایتیں بھی موجود ہیں۔ ان کا تفصیلی جائزہ لینے سے قبل مرسل کے متعلق کچھ عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

''مرسل'' لغت میں ''ارسل'' سے اسمِ مفعول کا صیغہ ہے، جس کے معنی آزاد چھوڑنے کے ہیں۔ اصطلاح میں مرسل وہ روایت ہے جس کی سند کا آخری حصہ (تابعی کے بعد) بیان نہ کیا گیا ہو۔[56]

یعنی تابعی 'قال رسول الله صلى الله عليه وسلم' کہے اور حدیث بیان کرے۔ خواہ تابعی بڑے رتبے کا ہو یا معمولی درجے کا۔[57]

اس سے معلوم ہوا کہ مرسل ایسی روایت ہے جس کا بیان کرنے والا زمانۂ وقوع میں موجود نہیں تھا اور اسی بنیاد پر اس کی حجیت کی بحث چل پڑی۔ محققین کے نزدیک مرسل روایت حجت نہیں۔

حدیثِ نبوی کے حفاظ و نقاد کی آخری و حتمی رائے یہی ہے اور اسی فیصلے کو انھوں نے اپنی تصانیف میں درج کیا ہے۔ علامہ ابن الصلاح فرماتے ہیں: 'وما ذكرنا ه من سقوط الاحتجاج بالمرسل والحكم بضعفه هوالمذهب الذى استقرعليه آراء جماهير حفاظ الحديث و نقاد الاثروتداولوه فى تصانيفه[58]۔'

---

[55] احوال الرجال از جوز جانی، ص ۳۲۔

[56] مقدمہ ابن الصلاح، ص ۷۰۔۷۱، نوع ۹۔

[57] شرح نخبۃ الفکر، ص ۶۶۔ ۶۷؛ النکت علی کتاب ابن الصلاح ۲: ۵۴۳۔ ۵۴۴۔

[58] مقدمہ ابن الصلاح، ص ۷۳۔

امام مسلم فرماتے ہیں: 'المرسل من الروایات فی اصل قولنا و قول اھل العلم بالاخبار لیس بحجۃ[59]'۔

حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں: 'المرسل ضعیف لاحجۃ فیہ[60]'۔

مرسل کے ضعیف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں غیر معروف راوی کو حذف کیا جاتا ہے جو غیر ثقہ بھی ہوسکتا ہے[61]۔ البتہ اکثر علما مراسیلِ صحابہ کو ضعیف نہیں سمجھتے، بلکہ یہ موصول کے حکم میں ہوتے ہیں۔ کیونکہ صحابہ، صحابہ سے روایت کرتے ہیں اور سب صحابہ عادل ہیں، پس ان کی جہالت مضر نہیں[62]۔

اس سلسلے کی مرسل روایتیں

۱۔ صحیح بخاری میں ہے: 'عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال : بعثنی ابوبکر رضی اللہ عنہ فی موذنین بعثھم یوم النحر یوذنون بمنی ان لایحج بعد العام مشرک ولایطوف بالبیت عریان، قال حمید بن عبد الرحمن : ثم اردف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعلی بن ابی طالب وامرہ ان یوذن ببراءۃٍ ، قال ابوھریرہ : فاذن معنا علی یوم النحر فی اھل منی ببراءۃٍ و ان لایحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان[63]'۔

اس حدیث میں آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کہ:

۱۔ (ثم اردف) علی رضی اللہ عنہ کا سورۂ برائت کے ساتھ بھیجنا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے کلام میں موجود نہیں بلکہ یہ حمید بن عبدالرحمٰن کا قول ہے جو ایک تابعی ہیں، اس لیے حافظ ابنِ حجر کو تسلیم ہے کہ: 'ھذا القدر من الحدیث مرسل ، لان حمیداً لم یدرک ذلک ، ولاصرح بسماعہ لہ من ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ[64]' یعنی: روایت کا یہ حصہ مرسل ہے کیونکہ حمید بن عبدالرحمٰن جیسے اس واقعے کے

۵۹؎ صحیح مسلم مطبوعہ استنبول ۱:۳۰ مقدمہ، باب (۶)۔

۶۰؎ فتح الباری ۱:۲۵۱؛ ۲:۱۷۵؛ ۵:۱۹۰؛ ۱۱:۲۶۷۔

۶۱؎ الباعث الحثیث، حاشیہ از احمد محمد شاکر، ص ۵۸۔

۶۲؎ مقدمہ ابن الصلاح، ص ۷۵؛ الباعث الحثیث از حافظ ابنِ کثیر، ص ۵۸۔

۶۳؎ صحیح بخاری (۴۶۵۵) کتاب التفسیر (۶۵) تفسیر سورۂ برائت۔

دوران میں موجود نہ تھا، اسی طرح اس نے اس ٹکڑے کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سننے کی تصریح بھی نہیں کی۔

۲۔ اس روایت میں 'لا یبلغه الا انا ...... آہ' کے الفاظ بھی سرے سے موجود نہیں۔

(۲) اس قسم کی ایک مرسل روایت سیرۃ ابنِ ہشام ۴:۱۹۰ میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ابو جعفر الباقر سے ان الفاظ میں منقول ہے کہ: 'لا یودی عنی الا رجل من اهل بیتی'۔

اسی سند کے بارے میں حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں: 'اسناده مرسل'۔[۶۵]

(۳) ایک مرسل روایت زید بن یُثَیع سے منقول ہے۔[۶۶] زید کوفی ہے اور ثقہ تابعی ہے۔[۶۷] اس سے روایت کرنے والا صرف ابو اسحاق السبیعی ہے۔[۶۸] ابو اسحاق السبیعی تدلیس کیا کرتا تھا۔[۶۹] اس کی یہ روایت معنعن ہے، پس اصولِ حدیث کے مطابق یہ روایت مردود ہے۔

(۴) ایک مرسل روایت ابو جعفر الباقر سے مفسر ابن جریر نے نقل کی ہے۔[۷۰] مرسل ہونے کے ساتھ اس میں درجِ ذیل خامیاں ہیں:

۱۔ اس کا ایک راوی محمد بن حمید رازی ہے جس کے بارے میں محدث اسحاق بن منصور فرماتے ہیں: میں اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ محمد بن حمید کذاب تھا۔[۷۱] امام جوزجانی لکھتے ہیں: بدمذہب اور غیر ثقہ تھا۔[۷۲]

۲۔ ایک راوی سلمہ بن الفضل بن الابرش ہے جس کے بارے میں امام بخاری فرماتے ہیں کہ: 'عنده

---

۶۴ فتح الباری ۸:۳۱۸۔

۶۵ فتح الباری ۸:۸۳۔

۶۶ تفسیر ابنِ جریر ۶:۳۰۶ (۱۶۳۸۶)، (۱۶۳۸۷)۔

۶۷ تاریخ الثقات للعجلی ص ۱۷۲، ترجمہ ۴۹۳۔

۶۸ تہذیب الکمال ۱۰:۱۱۶۔

۶۹ تعریف اہل التقدیس ص ۱۰۱، ترجمہ ۹۱۔

۷۰ تفسیر ابنِ جریر ۶:۳۰۷ (۱۶۳۹۱)۔

۷۱ تاریخِ بغداد ۲:۲۶۳۔

۷۲ احوال الرجال للجوزجانی ص ۲۰۷، ترجمہ: ۳۸۲۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مناکیر۔[43]

جبکہ امام یحییٰ بن سعید القطان امام بخاری سے نقل کرتے ہیں: جس راوی کے متعلق میں منکر الحدیث استعمال کروں تو اس سے روایت لینی ناجائز ہے۔[44]

امام علی بن المدینی لکھتے ہیں: ری سے نکلنے سے پہلے پہلے ہم نے ان کی رویات کو اپنے سے پرے پھینکا تھا۔[45]

۳:۔ ایک راوی محمد بن اسحاق صاحب المغازی ہے، جو بدترین تدلیس کا شکار تھا اور ہمیشہ ایسے راویوں کے بارے میں تدلیس سے کام لیتا تھا جو ضعیف اور مجہول ہوا کرتے تھے۔[46] اس کی یہ روایت معنعن بھی ہے، پس روایت مردود ہوئی۔

(۵) مفسر ابنِ جریر نے ایک روایت اس سند کے ساتھ نقل کی ہے: 'حدثنی محمد بن الحسین قال حدثنا احمد بن المفضل، قال حدثنا اسباط عن السدِی قال لما نزلت ...... آہ'[47]

اس میں بھی کئی اسنادی خرابیاں ہیں:

۱۔ ابنِ جریر کے استاذ محمد بن الحسین بن ابی الحنین الحنینی کے متعلق مجھے کتب اسماء رجال میں معلوم نہ ہو سکا کہ وہ ثقہ تھے یا غیر ثقہ۔

۲۔ اس کا ایک روای احمد بن المفضل الحفری الکوفی ہے جو روساءِ شیعہ میں سے تھا۔[48]

۳:۔ ایک راوی اسباط بن نصر ہمدانی ہے، اس کی روایتیں پایہءِ اعتبار سے ساقط اور مقلوب الاسانید ہوتی ہیں۔[49]

۴۳؎ التاریخ الکبیر ۴: ۸۴، ترجمہ ۲۰۴۴۔

۴۴؎ میزان الاعتدال ۱: ۶؛ لسان المیزان ۱: ۲۰۔

۴۵؎ التاریخ الصغیر ۲: ۲۴۵؛ تہذیب الکمال ۱۱: ۳۰۶۔

۴۶؎ تعریف اھل التقدیس، ص ۱۳۲، ترجمہ ۱۲۵۔

۴۷؎ تفسیر ابنِ جریر ۶: ۳۰۷ (۱۶۳۹۲)۔

۴۸؎ الجرح والتعدیل ۲: ۷۷؛ تہذیب الکمال ۱: ۴۸۷۔

۴۹؎ الجرح والتعدیل ۲: ۳۳۲؛ تہذیب الکمال ۲: ۳۵۸۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۴۔ آخری راوی السدّی ہے، جس کا نام محمد بن مروان تھا اور جھوٹ بولنے سے متہم (بدنام) تھا۔[۸۰] حافظ صالح بن محمد البغدادی فرماتے ہیں: احادیث وضع کیا کرتا تھا۔[۸۱] امام ابوحاتم رازی لکھتے ہیں کہ ذاہب الحدیث اور متروک الحدیث ہے اس کی روایت نہ لکھی جائے۔[۸۲]

مولانا محترم آگے فرماتے ہیں:

''اور جب مالِ غنیمت کے خمس میں سے ایک لونڈی آپ کے حصے میں آئی اور اس کے بارے میں لوگوں میں قیل وقال شروع ہوگئی تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاسِ غیرت کی بنا پر لوگوں کو ایذا رسانی سے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا: ''هو منی وانا منه'' (تم نے علی رضی اللہ عنہ کو کیا سمجھا ہے) وہ میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔[۸۳]''

مجھے تلاش بسیار کے باوجود 'هو منی وانا منه' کے الفاظ نہ مل سکے۔ البتہ صحیح روایت میں ''انت منی وانا منك'' کے الفاظ مسطورہ بالا واقعہ کے بغیر ملتے ہیں۔[۸۴]

لیکن اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی کوئی خصوصیت نظر نہیں آتی، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ اشعریین اور سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ کے بارے میں استعمال کیے ہیں:

عن ابی موسی الاشعری رضی الله عنه قال: قال النبی صلی الله علیه وسلم: ان الاشعریین اذا ارملوا فی الغزو اوقل طعام عیالهم بالمدینة جمعوا ماکان عندهم فی ثوب واحد، ثم اقتسموه فی اناء واحدً بالسویةً،

''اشعریوں کو جب کسی غزوہ کے دوران میں غلے کی کمی کا سامنا کرنا پڑے یا مدینہ میں کہیں ان کے اہل وعیال کو قلتِ طعام سے واسطہ پڑے تو وہ سب اپنا سارا غلہ ایک جگہ کر لیتے ہیں، پھر اسے سب کو برابر برابر بانٹ دیتے ہیں، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۸۰۔ تقریب التہذیب، ص ۸۰۔

۸۱۔ تاریخ بغداد ۳: ۳۹۲۔۳۹۳؛ تہذیب الکمال ۲۶: ۳۹۳۔

۸۲۔ الجرح والتعدیل ۸: ۸۶، ترجمہ: ۳۶۴۔

۸۳۔ ماہنامہ ''فکرونظر'' اسلام آباد، ص ۸۷، فضیلت (۶۱)۔

۸۴۔ صحیح بخاری (۲۶۹۹) کتاب الصلح (۵۳) باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلان بن فلان (۶)؛ السنن الکبری للنسائی (۸۴۵۶) کتاب الخصائص (۷۷) باب (۲۲)؛ جامع الترمذی (۳۷۱۶) کتاب المناقب (۵۰) باب (۲۱)۔

فهم منی وانا منهم۔ [85]

۲۔ سیدنا جلیبیب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی غزوہ میں شریک تھے کہ مالِ غنیمت آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" هل تفقدون من احد ؟ قالوا : لا ، قال : لكنی افقد جليبيبا فاطلبوه، فطلب فی القتلی ، فوجدوه الی جنب سبعة قد قتلهم ثم قتلوه ۔ فاتی النبی صلی الله عليه وسلم فوقف عليه فقال : قتل سبعة ثم قتلوه ، هذا منی وانا منه ، هذا منی وانا منه ، هذا منی و انا منه ، قال : فوضعه علی ساعديه ، ليس له الا ساعدا النبی صلی الله عليه وسلم ، قال : فحفرله ، ووضع فی قبره ، ولم يذكر غسلاً ۔ [86]

''دیکھو کون کون لوگ لاپتا ہیں، لوگوں نے چند آدمیوں کے نام گنائے، آپ نے فرمایا: میں جلیبیب کو گم پاتا ہوں۔ مسلمان ان کی تلاش میں نکلے تو دیکھا کہ سات آدمیوں کے پہلو میں مقتول پڑے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی اور لاش کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: سات کو قتل کر کے قتل ہوا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور جلیبیب کی لاش کو اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر لائے اور قبر کھدوا کر دفن کیا اور غسل نہیں دیا۔''

(جاری)

---

۸۵ صحیح بخاری (۲۴۸۶) کتاب الشرکۃ (۴۷) باب الشرکۃ فی الطعام والنہد والعروض؛ صحیح مسلم (۲۵۰۰) کتاب فضائل الصحابہ (۴۴) باب من فضائل الاشعریین (۳۹)

۸۶ صحیح مسلم (۲۴۷۲) کتاب فضائل الصحابہ (۴۴) باب من فضائل جلیبیب (۲۷)۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org